آیاتہا ۴۶ ۔ سُورۃ النّٰزِعٰت مکیّۃ ۷۹ ۔ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ النازعات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝۴ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴

”قسم ہے (فرشتوں کی) جو غوطہ لگا کر (جان) کھینچنے والے ہیں۔ اور بند آسانی سے کھولنے والے ہیں۔ اور تیزی سے تیرنے والے ہیں۔ پھر (تعمیل ارشاد میں) جو دوڑ کر سبقت لے جانے والے ہیں۔ پھر (حسب حکم) ہر کام کا انتظام کرنے والے ہیں۔ جس روز تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی۔ اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا ہوگا۔ کتنے دل اس روز (خوف سے) کانپ رہے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں (ڈر سے) جھکی ہوں گی۔ کافر کہتے ہیں کیا ہم پلٹائے جائیں گے الٹے پاؤں۔ (یعنی) جب ہم بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے۔ بولے یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی۔ (پس اس واپسی کے لیے) تو فقط ایک جھڑک کافی ہے۔ پھر وہ فوراً کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے“۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا یہ ملائکہ ہیں جو کفار کی روحیں کھینچتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو کفار کی ارواح کو ناخنوں اور جلد کے درمیان میں سے نکالتے ہیں یہاں تک کہ انہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو مومنین کی ارواح کے ساتھ زمین وآسمان کے درمیان پیرتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو مومنین کی ارواح کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے ہیں۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا، فرمایا: یہ وہ ملائکہ ہیں جو ایک سال سے دوسرے سال تک بندوں کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

معاملات کی تدبیر کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کفار کی ارواح ہیں جنہیں کھینچا جاتا ہے، پھر بند کھولے جاتے ہیں پھر انہیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا یہ موت (کی کیفیت) کا بیان ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا سے مراد موت (کی کیفیت) ہے۔

امام جو یبر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا کہ کفار کی ارواح جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کو دیکھتی ہیں اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے آگاہ کرتے ہیں۔ تو وہ غرق ہو جاتی ہیں۔ پس حضرت ملک الموت علیہ السلام غوطہ زن ہو کر پٹھوں اور گوشت کے بند کھولتے ہوئے وہاں سے انہیں کھینچ لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا: مومنین کی ارواح جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کا نظارہ کرتی ہیں اور وہ فرماتے ہیں: اے نفس مطمئنہ! روح و ریحان کی طرف نکل آ اور رب کی طرف جو کہ غضب میں اور ناراض نہیں ہے۔ تو وہ فرحت و مسرت اور جنت کے شوق میں اس طرح تیرنے لگتی ہیں جیسا کہ پانی میں غواصی کرنے والا تیرتا ہے۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی عزت و کرامت کی جانب تیزی سے چلتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا فرمایا: یہ دونوں آیتیں کفار کے لیے ہیں۔ جب کہ ان کی روح کھینچی جاتی ہے کہ اسے بڑی شدت اور سختی کے ساتھ اس طرح کھینچا جاتا ہے جیسا کہ اون میں سیخوں (کو کھینچا جاتا ہے)۔ پس اس کا خروج انتہائی سخت اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا: یہ دونوں آیتیں مومنین کے لیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا: اس وقت ارواح سینوں میں گھس جاتی ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا: (یہ وہ کیفیت ہے) جب کہ ملائکہ روح کو انگلیوں اور قدموں سے نکال کر لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا جب کہ روح پیٹ میں تیرتی ہے، وہ موت کے وقت مضطرب ہو جاتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کا مفہوم ہے کہ وہ فرشتے جو کفار کی ارواح کو کھینچتے ہیں۔ تا قولہ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا: یہ ملائکہ کی صفات ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو انسان کی روح کو کھینچ کر نکالتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو آدمی کی روح کے بند کھولتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا مراد وہ ملائکہ ہیں جب کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا: یہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 557 (3893)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بھی ملائکہ کی صفت ہے۔ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو ان امور کی تدبیر کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا یہ موت کے وقت کی کیفیات ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی صفات ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا کے بارے فرمایا: یہ کافر کی صفت ہے۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا، فرمایا یہ ستاروں کی صفت ہے۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا، فرمایا یہ بھی ستاروں کی صفت ہے۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا یہ بھی ستاروں کی صفت ہے۔ اور فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا یہ ملائکہ کا وصف ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا، فرمایا: قسم ہے سختی کے ساتھ کھینچنے والوں کی۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا اور گلے میں رسی ڈال کر نکالنے والوں کی فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا، فرمایا اور گھوڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والوں کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو لوگوں کو نہ پھاڑ ورنہ تجھے جہنم کے کتے پھاڑ ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا کیا تو جانتا ہے وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جہنم میں کتے ہیں جو ہڈیوں اور گوشت کو چیر ڈالیں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا یہ سب ستاروں کی صفت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابن الکواء نے آپ سے فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ فرشتے ہیں جو رحمٰن کے ذکر اور اس کے امر کی تدبیر کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن سابط سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیوی امور کی تدبیر چار فرشتے کرتے ہیں: حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت ملک الموت اور حضرت اسرافیل علیہم السلام۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات پر مقرر کیے گئے ہیں، حضرت ملک الموت علیہ السلام کے سپرد ارواح کو قبض کرنا ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان پر احکام لے کر نزول فرماتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت ابو المتوکل الناجی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا کے تحت فرمایا: حضرت ملک الموت علیہ السلام کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو ارواح کو قبض کرنے کے وقت مرنے والوں کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ روح لے کر آسمان کی جانب چڑھ جاتے ہیں اور کچھ دعا پر امین کہتے ہیں اور کچھ میت کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس پر نماز جنازہ پڑھ

1۔ شعب الایمان، باب الایمان بالملائکۃ، جلد 1، صفحہ 177 (158)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دی جاتی ہے اور اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ میں الرَّاجِفَةُ سے مراد نفخہ اولیٰ ہے۔ اور تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ سے مراد نفخہ ثانیہ ہے۔ اور يَوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ میں مراد ڈرنے والے دل ہیں۔ اور اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کے تحت فرمایا کہ اس کا مفہوم ہے کیا ہم دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ سے مراد ہے۔ اس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے۔ اور وہی زلزلہ ہے۔ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ کے تحت فرمایا: وہ دونوں ایک جھٹکے کے ساتھ ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ تھرتھرانے والی آ گئی، اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا ہوگا، موت اپنے جمیع مقدمات کے ساتھ آ گئی" كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ رُبُعُ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِذْ جَاءَ الْمَوْتُ اُذْكُرُوا اللّٰهَ، اذْكُرُوا اللّٰهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ" (2)

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تھرتھرانے والی شدت کے ساتھ تھرتھرائے گی اور اپنے باسیوں پر زلزلہ طاری کر دے گی۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ فرماتے ہیں: جیسا کہ کشتی سمندر میں اپنے سواروں کے ساتھ الٹتی (ڈولتی) رہتی ہے اور اس قندیل کی مثل جسے اطراف میں لٹکایا ہوا ہو (یعنی جس طرح یہ حرکت کرتی ہیں اسی طرح اس دن زمین اور پہاڑ بھی حرکت کرنے لگیں گے اور دن میں سکون باقی نہیں رہے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرَّاجِفَةُ سے مراد نفخہ اولیٰ اور الرادفة سے مراد نفخہ ثانیہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ دونوں شدید قسم کی چیخیں ہیں۔ سو پہلی چیخ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہر شے کو مار دے گی اور دوسری اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہر شے کو زندہ کر دے گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 45-41، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 558 (3894)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے پوچھا گیا یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ تو آپ نے فرمایا: یہ دونوں نفخے ہیں۔ پس پہلا نفخہ زندوں کو مار دے گا اور دوسرا نفخہ مردوں کو زندہ کر دے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ (الزمر) (اور پھونکا جائے گا صور، پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ بیہوش نہ ہوں) پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ کا مفہوم ہے کہ اس دن دل خوفزدہ اور مضطرب ہوں گے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دن دل خوفزدہ اور ڈرانے والے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن دل غمزدہ پریشان حال ہوں گے اور اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کے تحت کہا کہ کیا ہم زمین میں الٹے پاؤں پلٹائے جائیں گے اور ہم نئی تخلیق کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً فرمایا: جب کہ ہم بوسیدہ (کوٹی ہوئی) ہڈیاں ہو چکے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ان منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ جن حالات کا وہ مشاہدہ کریں گے ان کے سبب اس دن دل خوفزدہ ہوں گے۔ يَوْمَئِذٍ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ اس دن ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کیا ہم نئی تخلیق کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جب کہ ہم دوبارہ زندہ کیے جانے کو جھٹلاتے ہوئے مریں گے۔ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً یعنی جب کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو چکے ہوں۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ سے مراد خلق جدید ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد زندگی ہے یعنی کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش نے کہا: اگر ہمیں موت کے بعد زندہ کیا گیا تو ہمیں یقیناً اٹھایا جائے گا۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ (یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نَّخِرَةً کو الف کے ساتھ "نَاخِرَةً" پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 387 (3477)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ الف کے ساتھ "ناخرۃ" پڑھتے تھے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی "نَاخِرَةً" پڑھتے تھے۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو عِظَامًا نَّاخِرَةً پڑھتے ہوئے سنا۔ تو میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا اس طرح نہیں ہے؟

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ النازعات میں "نَاخِرَةً" الف کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے: اس کا معنی ہے بوسیدہ ہو جانا،

عبد بن حمید نے محمد بن کعب القرظی، عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ یہ سب نَاخِرَةً پڑھتے تھے۔

امام فراء رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا: ان بچوں کا کیا حال ہے جو نَّخِرَةً پڑھتے ہیں حالانکہ یہ "نَاخِرَةً" ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عِظَامًا نَّخِرَةً کا معنی ہے بوسیدہ ہڈیاں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ناخرہ سے مراد ایسی ہڈی ہے جو بوسیدہ ہو جائے اور اس میں ہوا داخل ہو جائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر ہمیں تخلیق جدید کے ساتھ پیدا کر دیا گیا تو ہم بالیقین خسارے اور نقصان کی طرف راجع ہوں گے۔ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ کے بارے فرمایا: بے شک یہ تو ایک چیخ ہے۔ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ، فرمایا ساہرہ سے مراد زمین کا ہموار میدان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ بولے یہ رجوع اور واپسی تو بڑے خسارے اور گھاٹے کی ہے۔ فرمایا: جب قوم کے نفسوں میں دوبارہ اٹھایا جانا بعید از امکان ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ فرمایا: تو وہ تمام کے تمام زمین کی ظاہر سطح پر ہوں گے جب کہ اس سے قبل وہ اس کے اندر تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پہلے زمین کے بطن میں تھے۔ پھر وہ اس کے ظاہر پر (زندہ ہو کر) آ جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت شعبی رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ سے فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 268 (1376)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ساری کی ساری زمین ساہرہ (ہموار میدان) ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: امیہ بن ابی صلت نے کہا ہے: ''وَفِیْهَا لَحْمُ سَاهِرَةٍ وَّبَحْرٍ'' اوراس میں زمین اور سمندری (جانوروں کا) گوشت ہے)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ الساھرہ سے مراد وجہ الارض ہے۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ ساری کی ساری زمین ساھرہ ہے۔ کیا تو جانتا نہیں شاعر کہتا ہے: ''صَیْدُ بَحْرٍ وَّصَیْدُ سَاهِرَةٍ'' (سمندر کا شکار اور زمین کا شکار)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: پس وہ سب زمین پر جمع ہو جائیں گے۔ پھر بطور تمثیل امیہ بن ابی صلت کا شعر بیان کیا:

وَفِیْهَا لَحْمُ سَاهِرَةٍ وَّبَحْرٍ وَمَا فَاهُوْا بِهٖ اَبَدًا مُقِیْمُ

''اور اس میں زمین اور سمندری (جانوروں کا) گوشت موجود ہے اور وہ کبھی بھی اسے نہیں بھولے''۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الساھرہ سے مراد زمین ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ساھرہ سے مراد زمین ہے کہ وہ زمین کے نیچے (اندر) تھے اور پھر وہ اس کی اوپر والی سطح پر نکال دیئے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ زمین کا نام ہے اور کہا جاتا ہے ساھرۃ بنی فلاں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ساھرہ سے مراد ہے سفید وسیع زمین جیسا کہ صاف ستھری روٹی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ سے بیان کیا ہے کہ الساھرۃ بیت المقدس کے پہلو میں ایک پہاڑ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ساھرہ جہنم میں ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ
تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ اَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰیَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾
فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ
الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً
لِّمَنْ یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 276 (26046)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

"(اے حبیب!) کیا پہنچی ہے آپ کو موسیٰ کی خبر؟ جب ان کے رب نے انہیں طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا۔ (کہ) جاؤ فرعون کے پاس وہ سرکش بن گیا ہے۔ پس (اس سے) دریافت کرو کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو جائے۔ اور (کیا تو چاہتا ہے کہ) میں تیری رہبری کروں تیرے رب کی طرف تا کہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔ پس آپ نے (جا کر) اسے بڑی نشانی دکھائی۔ پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر روگرداں ہو کر فتنہ انگیزی میں کوشاں ہو گیا۔ پھر (لوگوں کو) جمع کیا پس پکارا۔ اور کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ آخر کار مبتلا کر دیا اسے اللہ نے آخرت اور دنیا کے (دوہرے) عذاب میں۔ بے شک اس میں بڑی عبرت ہے اس کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اِنَّهٗ طَغٰى کا معنی ہے: بے شک وہ نافرمان اور سرکش ہو گیا ہے۔ اور فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى کے تحت انہوں نے کہا کہ آیت کبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کا دست مبارک ہے۔ اور ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى کے بارے فرمایا کہ پھر وہ فساد اور فتنہ انگیزی کے اعمال کرنے لگا۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى فرمایا: اولیٰ سے مراد اس کا یہ قول ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص: 38) (میں اپنے سوا تمہارے لیے کوئی الٰہ نہیں پاتا) اور آخرہ سے مراد اس کا یہ قول ہے۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات: 24) (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) (1)

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیۃ کبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کا ید بیضا ہے۔ اور فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى کے بارے فرمایا: اسے دنیا اور آخرت کے عذاب نے پکڑ لیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت صخر بن جویریہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ اَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ اور وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب! میں اس کی طرف کیسے جاؤں گا۔ حالانکہ تو یہ جانتا ہے کہ وہ نہیں مانے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ آپ وہ کریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ آسمان میں بارہ ہزار فرشتے ہیں جو تقدیر کا علم طلب کر رہے ہیں۔ لیکن وہ نہ اس تک پہنچے اور نہ اس کا ادارک کر سکے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 53-52، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 389 (3484)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 390 (3485)

تَزَکّٰی ' کے بارے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کیا تیری خواہش ہے کہ تو کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کیا تو چاہتا ہے کہ تو کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى کیا تیری خواہش ہے کہ تو خالص ہو جائے۔ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى فرمایا وہ قوت اور طاقت میں نہیں رہا (پس) وہ فساد اور گناہوں کے اعمال کرنے لگا۔

امام ابن منذر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ حق سے پھر گیا اور فتنہ انگیزی میں کوشاں ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے فرعون! کیا تیری خواہش ہے کہ میں تجھے جوانی اور شباب عطا کر دوں کہ تو بوڑھا نہ ہو۔ تجھے ملک اور بادشاہی عطا کروں کہ وہ تجھ سے چھینی نہ جائے اور نکاح، شراب اور سواری کی لذت تیری طرف لوٹائی جاتی رہے۔ اور جب تو مرے تو تو جنت میں داخل ہو تو میرے ساتھ ایمان لے آ۔ پس یہ کلمات اور یہ لذتیں اور راحتیں اس کے دل میں واقع ہو گئیں۔ اس نے کہا: ایسا ہی ہو گا جیسا آپ نے کہا ہے یہاں تک کہ ہامان آ جائے۔ پس جب ہامان آیا تو اس نے اسے آگاہ کیا۔ تو ہامان نے اسے عاجز قرار دیا اور کہا: تو عبادت کرنے لگا جب کہ تو رب ہے اور تیری عبادت کی جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ لوگوں پر نکلا اور اس نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى، میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى فرمایا: الْاٰخِرَةِ سے مراد اس کا یہ قول ہے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور الْاُوْلٰى سے اس کا یہ قول مراد ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص:38)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى کے بارے کہا: کہ یہ دونوں اس کے دو کلمے ہیں۔ پہلا کلمہ یہ ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص:38) اور دوسرا کلمہ یہ ہے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور ان دونوں کلموں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے دونوں کلموں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فرعون کے قول مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص:38) اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔(2)

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 390 (3486)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَغْطَشَ لَیْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَ الْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ
لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ
الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَ
اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ
مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾
یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ
یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

''کیا تمہیں پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا، اس نے اسے بنایا۔ اس کی چھت کو خوب اونچا کیا پھر اس کو درست کیا۔ اور تاریک کیا اس کی رات کو اور ظاہر کیا اس کے دن کو۔ اور زمین کو بعد ازاں بچھا دیا۔ نکالا اس سے اس کا پانی اور اس کا سبزہ۔ اور پہاڑ (اس میں) گاڑ دیئے۔ سامان زیست ہے تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔ پھر جب آئے گی سب سے بڑی آفت۔ اس دن انسان یاد کرے گا جو دوڑ دھوپ اس نے کی تھی۔ اور ظاہر کردی جائے گی جہنم ہر دیکھنے والے کے لیے۔ پس جس نے سرکشی کی ہوگی۔ اور ترجیح دی ہوگی دنیوی زندگی کو۔ تو دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانا ہوگا۔ اور جو ڈرتا رہا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا ہوگا (ہر بری) خواہش سے۔ یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی۔ اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق۔ آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔ آپ ضرور خبردار کرنے والے ہیں ہر اس شخص کو جو اس سے ڈرتا ہو۔ گویا وہ جس روز اس کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا) کہ وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام یا ایک صبح''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا اس نے اس کو چھت بنایا۔ وَ اَغْطَشَ لَیْلَهَا اور اس کی رات کو خوب تاریک کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا کا معنی

ہے: اس نے اس کی بناوٹ (چھت) کو بغیر ستون کے خوب اونچا کیا۔ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا اور اس کے دن کو ظاہر کیا(1)۔ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: رَفَعَ سَمْكَهَا اس نے اس کی عمارت کو خوب اونچا کیا۔ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا اور اس کے دن کی روشنی کو خوب منور کیا۔ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اور بعد ازاں زمین کو بچھا دیا۔ وَ الْجِبَالَ اَرْسٰهَا فرمایا: اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ دیا کیونکہ وہ اپنے باسیوں کے ساتھ گھومنے لگی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا کا مفہوم ہے کہ اس نے اس کی شام کو تاریک کیا وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا۝ اور اس کے سورج کو ظاہر کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا کا معنی ہے: اس نے اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا۝ اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا۝ کے تحت یہ بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی زمین کو بچھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے انہیں کہا: کتاب اللہ میں دو آیتیں ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد اور مخالف ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ تو نے اپنی رائے سے کہا ہے۔ پڑھ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ (فصلت:9) یہاں تک کہ اس آیت تک پڑھا۔ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ (فصلت:11) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا آسمان کو تخلیق کرنے سے پہلے پھر آسمان کو تخلیق کیا پھر آسمان کو تخلیق کرنے کے بعد زمین کو بچھا دیا۔ اسی کے مطابق اللہ کا ارشاد ہے: دَحٰهَا یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھا دیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا کہ زمین مکہ مکرمہ سے بچھائی گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا اور اس سے نہریں اور دریا جاری کر دیئے۔ مَرْعٰهَا فرمایا: اس سے مراد نباتات یا ہر وہ شے ہے جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دَحٰهَا کا مفہوم ہے کہ زمین بچھانے کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے پانی اور نباتات (سبزہ) نکالے اور دریاؤں کو جاری کر دیا اور اس میں پہاڑ، صحرا، راستے اور ٹیلے اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے سب دونوں میں بنا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 59-57-56، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مَتَاعًا لَّكُمْ کا معنی ہے تمہارے لیے منفعت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ زمین کو بچھانے (کا آغاز) کعبہ معظمہ کے نیچے سے کیا گیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو اپنا سراوپر اٹھایا اور کہا: سراپا یمن و برکت ہے وہ ذات جو اسے (آسمان کو) اونچا کرنے والی ہے اور اس کی تدبیر کرنے والی ہے۔ پھر اپنی نگاہ زمین پر رکھی اور فرمایا: سراپا یمن و برکت ہے وہ ذات جو اسے (زمین کو) بچھانے والی اور اس کی خالق ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الطَّآمَّةُ یوم قیامت کے ناموں میں سے ایک ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت قاسم بن ولید ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہل جہنم کو جہنم کی طرف بھیجا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن قیس کندی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کہا جائے گا کہ تم اس کے سبب جہنم کی طرف چلے جاؤ۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى کا معنی ہے ہر دیکھنے والے کے لیے جہنم ظاہر کر دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ کے تحت کہا کہ جب انہیں خازن جہنم مالک کے حوالے کیا جائے گا۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى پس جس نے نافرمانی اور سرکشی کی ہو گی۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقت کے بارے سوال کرتے ہیں۔ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا یعنی قیامت کے ذکر سے آپ کا کیا تعلق (مراد یہ ہے کہ ھا ضمیر سے مراد قیامت ہے)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قیامت کے بارے سوال کرتے تھے۔ تو جواب میں یہ آیت نازل ہوئی: فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل مکہ میں سے مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: قیامت کب آئے گی اور ان کا یہ سوال استہزاء ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا یعنی وہ قیامت کے بارے آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا اے محمد! ﷺ آپ اس کا علم نہیں رکھتے۔ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا یعنی اس کے علم کی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 211 (35418)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 193 (35252)

انتہا تیرے رب کے پاس ہے۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰهَا آپ خبردار کرنے والے ہیں ہر اس کو جو قیامت سے ڈرتا ہو گا۔ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا گویا وہ جس دن قیامت کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا)۔ لَمْ یَلْبَثُوْۤا کہ وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے اور اس کی نعمتوں میں سے کسی شے سے وہ لطف اندوز نہیں ہوئے۔ اِلَّا عَشِیَّةً مگر اتنا وقت جو ظہر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔ اَوْ ضُحٰىهَا یا اتنا وقت جو سورج طلوع ہونے سے لے کر نصف النہار تک ہے۔

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے بارے مسلسل سوال کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا (1) پھر اس کے بعد اس کے بارے سوال نہیں کیا۔

سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کو مرسلاً ذکر کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا پھر آپ اس سے رک گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اعرابی آتے تھے تو وہ آپ سے قیامت کے بارے پوچھتے تھے۔ تو آپ غور وفکر کرتے ایسے انسان میں جوان میں نیا پیدا کیا گیا اور فرماتے: اگر یہ صدی تک زندہ رہا تو قیامت تم پر قائم ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جنت میں داخل ہوگا جو اس کا امیدوار ہے اور وہ جہنم سے محفوظ رہے گا جو اس سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا جو خود رحم کرتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس (قیامت) کے علم کی انتہا تیرے رب تک ہے۔ اور اِلَّا عَشِیَّةً کے بارے کہا کہ وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام اَوْ ضُحٰىهَا یا ایک عشیہ (یعنی اتنا وقت جو ظہر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا الآیہ، فرمایا: قوم کے لوگوں میں دنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی، اس وقت وہ امر آخرت کا مشاہدہ کر لیں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 558 (3895)، دار الکتب العلمیہ بیروت